8

ہمارے لئے ایک ہی دروازہ کھلا ہے
اور
وہ خدا کی رحمت کا دروازہ ہے

(فرمودہ ۱۱؍ مارچ ۱۹۲۱ء)

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دنیا میں جتنے واقعات ہوتے ہیں وہ دو اقسام میں منقسم ہوتے ہیں بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ انسان سوچ بچار کر نیت اور ارادہ سے کرتا ہے۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کے کرنے کے لئے حالات مجبور کر دیتے ہیں۔ ارادہ اور نیت تو ان کے ساتھ بھی شامل ہوتی ہے۔ لیکن ان میں بیرونی واقعات مجبور کر کے انسان کو ایسی جگہ لے جاتے ہیں جہاں وہ کام کرنے پڑتے ہیں۔

ابھی اسی زمانہ میں دیکھ لو دنیا کے تغیرات نے ان دو قوموں کو جو سالہا سال سے ایک دوسری کے خون کی پیاسی تھیں کس طرح اکٹھا کر دیا ہے۔ ہندو مسلمانوں کی نسبت کہا تو یہ جاتا تھا کہ ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ مگر یہ دونوں قومیں کبھی ایک مسئلہ پر اکٹھی نہ ہو سکتی تھیں۔ ہر معاملہ میں ان کی رائیں مختلف ہوتی تھیں۔ مگر اب حالات ایسے پیدا ہو گئے گو نیت اور ارادہ بھی ساتھ شامل ہے۔ کہ ہندو ایک طرف مسلمانوں سے صلح کرنے کے لئے مجبور ہو گئے۔ اور مسلمان دوسری طرف ان سے صلح کے لئے مجبور ہو گئے۔ ہندوؤں نے دنیا کی مالی ترقی دیکھ کر لوگوں کے جاہ و حشم کو دیکھ کر اور ان کی طاقت و قوت کو دیکھ کر خود بھی ویسا ہی بننے کی کوشش شروع کی۔ پہلے کبھی انہوں نے ہندوستان سے نکل کر دوسرے ممالک کے حالات کو نہ دیکھا تھا کیونکہ ان کے ہاں آیا ہے کہ اگر کوئی سمندر پار جائے تو اپنے مذہب سے مرتد ہو جاتا ہے۔ مگر باوجود اس کے اب جبکہ انہوں نے غیر ممالک کی سیر کر کے وہاں کے لوگوں کو دیکھا امریکہ، جاپان، انگلینڈ اور یورپ کے دوسرے ممالک میں گئے۔ اور معلوم کیا کہ کس قدر انہوں نے ترقی کر لی ہے۔ ادھر یہ دیکھا کہ وہ علوم میں ترقی کر چکے ہیں اور یہ بھی دیکھا کہ ہم تعداد میں ۲۰ کروڑ کے قریب ہیں جو کہ یورپ کے بڑے سے بڑے ملک کی

آبادی نہیں۔ پھر یہ بھی دیکھا کہ یورپین ممالک کی دولت ان ممالک کی وجہ سے ہے جن میں وہ تجارت کر کے روپیہ کماتے ہیں۔ اس سے انہیں خیال پیدا ہوا۔ کہ جب دوسرے ممالک ہمارے ذریعہ دولت عزت اور طاقت حاصل کرتے ہیں تو ہم خود کیوں نہ ان باتوں کو حاصل کریں اور ان ہی کی طرح بن جائیں۔

اس میں ان کے سامنے ایک چیز روک تھی۔ اور وہ یہ کہ جہاں عزت' دولت کا سوال آیا۔ ہندو نے کہا مجھے ملے۔ اور مسلمانوں نے کہا مجھے۔ اس کشمکش میں کسی کو بھی نہ ملی۔ لیکن اب انہیں خیال آیا اور ان کی نظر اس طرف پڑی کہ اگر ایک مسلمان کو عزت مل جائے تو بھی اپنے ملک میں ہی رہے گی باہر کے آدمی کو تو نہ ملے گی۔ اس پر انہوں نے مسلمانوں کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھایا اور یقین دلایا کہ ان کی عزت وہ اپنی عزت سمجھیں گے اور کسی قسم کی شکایت نہ پیدا ہونے دیں گے مگر مسلمانوں کو ان کے متعلق پرانا تجربہ تھا۔ کئی سالوں میں انہوں نے دیکھا تھا کہ ہندوؤں نے ان سے معاہدے کئے اور توڑ دیئے۔ اس لئے وہ مطمئن نہ ہو سکتے تھے۔ اور ہندو انہیں اس سے بڑھ کر یقین بھی کیا دلا سکتے تھے۔ کہ کہہ سکتے تھے۔ ہم تم سے برا سلوک نہ کریں گے۔ لیکن مسلمان ان کے بہت سے وعدے دیکھ چکے تھے اس لئے وہ ان کے وعدوں کی کوئی حقیقت نہ سمجھتے تھے۔ اور باوجود ہندوؤں کے اصرار کرنے کے کہ مسلمان ان سے مل کر غیر ملک کے لوگوں کو ہندوستان سے نکال دیں اور اس کے لئے بھائی بھائی بن کر کوشش کریں۔ پھر بھی مسلمان ان کی بات کو قبول نہ کرتے تھے۔ مگر زمانہ میں ایسے تغیرات ہوئے کہ ترکی جنگ میں شامل ہوگیا۔ اور جس طرح ہمیشہ سے شکست کھانے والی سلطنتیں اٹھاتی ہیں اس نے بھی نقصان اٹھایا۔ فاتحین نے ترکی سے جو معاہدہ کیا وہ مسلمانوں کی امیدوں کے خلاف تھا۔ میرے نزدیک اس کے بعض حصے درست ہیں اور بعض فی الواقع ظالمانہ ہیں۔ مگر مسلمانوں کے مطالبات ایسے تھے کہ کوئی بھی فاتح ان کو پورا نہ کر سکتا تھا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ جنگ میں ہم نے بھی حصہ لیا ہے۔ ہم نے بھی اپنے مسلمان بھائیوں پر گولیاں چلائی ہیں۔ ہم نے بھی اسلامی علاقے فتح کرنے میں جانیں دی ہیں۔ اس لئے صلح کے وقت ہم سے بھی پوچھا جائے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ اور ہمارے مطالبات کو بھی پورا کیا جائے۔ آسٹریلیا' فرانس' بیلجیم' انگلینڈ وغیرہ ممالک کے لوگ بھی لڑے ہیں۔ ان کے آدمی بھی مارے گئے۔ ان کی صلح کے وقت باتیں سن لیں۔ لیکن ایک بات ہماری بھی ترکوں کے معاملہ میں سن لیں۔ اپنی قربانیوں کے لئے باقی سب کچھ لے لیں۔ لیکن ہماری قربانیوں کے بدلے ترکوں کو چھوڑ دیں۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ ان کی یہ بات نہ مانی گئی۔ اس وقت انہوں نے دیکھا کہ ترکی تباہ ہوگیا ہے اور ترکی کی تباہی کے ساتھ اسلام کی تباہی ہے۔ گو واقعہ میں یہ بات نہ تھی۔ بلکہ اسلام کی ترقی اس میں مرکوز تھی کہ

مسلمان چاروں طرف سے مایوس ہوجاتے تاکہ خداتعالیٰ کی طرف جھکتے۔ مگر وہ سمجھے کہ اس میں اسلام کی تباہی ہے۔ اس وقت انہوں نے کہا کہ چاہے ہم پس جائیں اور ہندو ہمیں پیس ڈالیں مگر ہم ان کو پیس کر چھوڑیں گے جنہوں نے ترکوں کو تباہ کیا ہے۔ ان حالات کے ماتحت وہ تمام پرانی دشمنی اور عداوت بھول گئے اور ہندوؤں کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھایا اور کہا۔ ہندو ہمارے بھائی ہیں۔ جدھر وہ ادھر ہم۔

تو ایک تعلقات ایسے ہوتے ہیں جو ارادہ اور نیت کے ماتحت پیدا کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص شہر میں رہتا ہے۔ اس کو اختیار ہے کہ زید سے تعلق پیدا کرے یا بکر سے۔ لیکن بعض حالات ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں کسی خاص شخص کو دوست بنانے کے لئے انسان مجبور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ حالات نے ہندوؤں کو مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو ہندوؤں سے مجبور کر کے ملا دیا۔ اگر یہ حالات نہ پیدا ہوتے تو ممکن تھا کہ ان میں سے کوئی فرانس سے یا جاپان سے اور کوئی امریکہ یا انگلینڈ سے تعلق قائم کر لیتا لیکن حالات نے انہیں مجبور کر دیا کہ آپس میں تعلق پیدا کریں۔

تو دو قسم کے کام دنیا میں ہو رہے ہیں۔ ایک وہ جو انسان مجبوری سے کرتا ہے۔ اور دوسرے وہ جو اپنی مرضی اور ارادہ سے کرتا ہے۔

یہی حال دین کے معاملہ میں ہے۔ ہر انسان کا کام ہے کہ خداتعالیٰ سے محبت کرے۔ خداتعالیٰ سے تعلق پیدا کرے خداتعالیٰ سے انس پیدا کرے۔ لیکن ہر انسان اس کے لئے آزاد ہے۔ وہ ایسا کر سکتا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر شیطان سے تعلق پیدا کرے۔ خدا کو چھوڑ کر حکومت سے تعلق پیدا کر لے۔ خدا کو چھوڑ کر دولت سے پیار کر لے۔ مگر بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کو مجبور کر کے خدا کی طرف لایا جاتا ہے۔ یہ ایسے لوگوں کے متعلق ہوتا ہے جو اپنے اندر صلاحیت اور قبولیت کا مادہ رکھتے ہیں۔ جن کے نفس میں ایسی نیکی اور خیر ہوتی ہے کہ خداتعالیٰ کی محبت نہیں چاہتی کہ وہ ضائع ہوں ان کو خداتعالیٰ کھینچ کر اپنی طرف لے آتا ہے۔

اس قسم کی جماعتیں بہت گذری ہیں اور اس زمانہ میں ایسی جماعت تم لوگ ہو۔ بیشک خداتعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا انسان کی مرضی پر منحصر ہے۔ مگر ہماری جماعت اگر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ اس وقت اسے خداتعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے اور اس تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ خداتعالیٰ کے تعلق کے سوا باقی تمام تعلقات کاٹے جا رہے ہیں۔ ہر قوم جو دنیا میں بستی ہے۔ ہماری جماعت کو حقارت سے دیکھتی ہے۔ اور نہ صرف حقارت سے دیکھتی ہے۔ بلکہ ہمیں مٹانا چاہتی ہے۔ ہمارے مقابلہ میں عیسائی ہندوؤں سے ہندو عیسائیوں سے مسلمان

عیسائیوں سے اور عیسائی مسلمانوں سے اور ہندو مسلمانوں سے مل جاتے ہیں۔ اور کوئی قوم نہیں جو ہمارے مقابلہ میں دوسری قوموں کے ساتھ متفق نہ ہو۔ گویا دنیا کا کوئی ایسا دروازہ کھلا نہیں جس کی طرف دیانت اور ایمانداری کو قائم رکھ کر ہم جا سکتے ہوں۔ ہم ہندوؤں کی طرف نہیں جا سکتے جب تک ہم اپنی محبوب ترین چیز ایمان کو قربان نہ کریں۔ اسی طرح ہم غیر احمدیوں' سکھوں' یہودیوں' عیسائیوں غرضیکہ کسی قوم سے دیانت داری کے ساتھ صلح نہیں کر سکتے۔ دنیا اس وقت منافقت چاہتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر سارا نہیں تو ایمان کا کچھ نہ کچھ حصہ میرے ہاتھ فروخت کرو تب صلح ہو سکتی ہے۔ مگر ہم نے چونکہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کیا ہوا ہے اس لئے ایسا نہیں کر سکتے۔

پس ہماری جماعت اگر اپنے اس عہد پر پکی ہے۔ اگر اس نے یہ عہد سچے دل سے کیا ہے۔ اور اگر وہ اس کو پورا کرنا چاہتی ہے۔ تو پھر تم دنیا سے صلح نہیں کر سکتے کیونکہ دنیا تمہارا یہ عہد توڑنا چاہتی ہے۔ تم یہی کہہ سکتے ہو کہ جاؤ ہماری جان' مال' بیوی' بچے اور جائداد سب کچھ لو۔ ہمیں ان سب سے پیارا ایمان ہے۔ وہ ہم تمہیں نہیں دے سکتے۔ اور نہ کسی کی طاقت ہے۔ کہ یہ ہم سے چھین سکے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کا چھیننا کسی کے قبضہ اور اختیار میں رکھا ہی نہیں۔ ظالم جان لے سکتا ہے۔ مال چھین سکتا ہے۔ وطن سے بے وطن کر سکتا ہے۔ جائداد تباہ کر سکتا ہے۔ مگر ایمان نہیں چھین سکتا۔ چونکہ یہ سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کی ذمہ داری خود لی ہے۔ اس کو انسان خود ہی نکال دے تو نکال دے۔ مگر کوئی اس سے ہرگز نہیں چھین سکتا۔

تم اگر اس عہد پر قائم ہو۔ تو پھر کسی قوم کے ساتھ دیانت داری سے صلح نہیں کر سکتے۔ ہندو مسلمانوں سے اس لئے صلح کر سکتے ہیں۔ کہ وہ جانتے ہیں۔ یہ مردہ ہے ہم سے کچھ چھین کر نہیں لے جا سکتے۔ اسی طرح سکھ ہندوؤں سے مل سکتے ہیں۔ مگر احمدیوں سے ملنے کے لئے کوئی قوم تیار نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں۔ اگر ہم ان سے ملے۔ تو ان میں جذب ہو جائیں گے۔ اس لئے وہ ہم سے دور دور بھاگتے ہیں۔ اس طرح ہمارے لئے چاروں طرف سے دروازے بند ہو گئے ہیں۔ اور صرف ایک ہی دروازہ کھلا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کا دروازہ ہے۔

پس جہاں یہ زمانہ ہمارے لئے مشکلات کا زمانہ ہے۔ وہاں خدا کی رحمتوں کا بھی ہے کیونکہ ساری دنیا ہمیں گھیر گھیر کر خدا تعالیٰ کی طرف لے جا رہی ہے۔ اور سارے دروازے بند ہو کر ہم ایک ہی دروازہ کی طرف کھینچے جا رہے ہیں۔ اس سے زیادہ نعمت ہمیں اور کیا چاہیئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا اور مال و دولت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ تو انصار میں سے کسی نوجوان کو خیال پیدا ہوا۔ کہ فتح تو ہم نے کی ہے۔ اور خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ لیکن مال رسول کریم نے اپنے رشتہ داروں کو دیا ہے۔ اور اس کا اس نے اظہار بھی

کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ بات سنی تو سب کو جمع کیا۔ اور پوچھا کیا کسی نے یہ کہا ہے۔ صحابہ سچے انسان تھے۔ انہوں نے اس کا انکار نہ کیا۔ لیکن ساتھ یہ کہا۔ کہ ایک جاہل اور نادان نے یہ بات کہی ہے۔ اور اب وہ شرمندہ ہے۔ آپ اس کا کوئی خیال نہ فرماویں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے انصار ایک بات تھی جو نکل گئی۔ تم اگر چاہو تو کہہ سکتے ہو۔ کہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو وطن والے مارتے اور دکھ دیتے تھے۔ اس وقت ہم گئے اور تم کو اپنے گھر لے آئے۔ اور ہمارے ذریعہ تمہیں عزت حاصل ہوئی۔ مگر تم ایک اور بات بھی کہہ سکتے تھے۔ اور وہ یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو مکہ میں پیدا ہوئے مگر مکہ والے تو اونٹ اور مال لے گئے۔ اور انصار اس کو اپنے گھر لے گئے۔[۱]

فی الواقع یہی عظیم الشان نعمت تھی۔ جو انصار کو حاصل ہوئی۔ انصار نے بڑی معذرت کی۔ اور کہا مال و دولت کیا چیز ہے۔ ہمیں سب سے بڑی نعمت حاصل ہے۔

درحقیقت مال و دولت کچھ بھی حقیقت نہ رکھتا تھا۔ مکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی فتح کیا تھا مدینہ والے تو پہلے بھی تھے۔ وہ کیوں نہ مکہ فتح کر سکے۔ مکہ آپ ہی کے ذریعہ فتح ہوا تھا۔ پھر ہو سکتا تھا کہ جب رسول کریم کا اپنا شہر فتح ہو گیا تھا تو آپ اسی جگہ رہتے۔ کیونکہ یہ شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بسایا ہوا آپ کے باپ دادا کا وطن تھا۔ اور کس کو اپنے وطن سے محبت نہیں ہوتی۔ مگر رسول کریم نے کہا وفاداری یہی ہے۔ کہ مدینہ والوں نے جب تکلیف اور مشکلات کے وقت میرا ساتھ دیا۔ تو میں بھی اب انہی کے ساتھ ہونگا۔ اس سے بڑھ کر مدینہ والوں کے لئے اور کیا نعمت ہو سکتی تھی۔

اس وقت دنیا بڑے بڑے منصوبے کر رہی ہے اور لوگ کہہ رہے ہیں ہم یہ کریں گے اور وہ کریں گے۔ ہم کہتے ہیں اگر تم کامیاب بھی ہو گئے تو دنیا کا مال و دولت ہی حاصل کرو گے۔ حالانکہ جس طریق پر چل رہے ہو یہ بھی نہیں ملے گی اور تباہی کا سامنا ہو گا مگر ہم کہتے ہیں کہ اگر تم اس میں کامیاب بھی ہو جاؤ۔ تو ہمیں ناکام نہیں کر رہے بلکہ ہمارے لئے چاروں طرف سے دروازے بند کر کے ہمیں اس ہستی کی طرف لے جا رہے ہو جس سے بہتر کوئی اور نہیں ہے۔

اس وقت میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس موقع سے فائدہ اٹھائے۔ اور جو حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کی قدر کرے۔ اور اپنے ایمان کو جس کی وجہ سے فضل نازل ہو رہے ہیں اور بڑھائے۔

یاد رکھو دنیا کی چیزیں اگر کافی طور پر نہ بھی ملیں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر خدا نہ ملے۔ تو کچھ بھی نہیں۔ سب کچھ ہیچ ہے۔ جب خدا مل جائے۔ تو دنیا کی سب چیزیں مل جاتی ہیں۔ مگر ان کا خیال

کرنا کمینگی ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص کسی دوست کو ملنے کے لئے جائے۔ تو اسے اچھا کھانا ملے گا لیکن اگر وہ اس لئے جاتا ہے۔ کہ اچھا کھانا ملے۔ تو یہ اس کی کمینگی ہے۔ اسی طرح خداتعالیٰ سے اس لئے تعلق پیدا کرنا کہ دنیاوی چیزیں حاصل ہوں۔ کمینگی ہے۔ اور مومن کبھی کمینہ نہیں ہو سکتا۔ تمہیں بھی دنیاوی چیزوں کا خیال نہ چاہیئے۔ ہاں یہ تمہیں ملیں گی ضرور۔ اگر دنیا تلوار اور زور سے ہمارا مقابلہ کرے گی۔ تو چاہے خداتعالیٰ حکومتوں کو ہمارے ساتھ کر دے۔ چاہے ہمیں طاقت دے دے۔ ہم تلوار اور زور سے مقابلہ کر سکیں گے۔ اور اگر دنیا دلائل سے مقابلہ کرے گی۔ تو ہم دلائل سے مقابلہ کریں گے اور کامیابی خداتعالیٰ ہمیں دے گا۔ درمیانی مشکلات اور تکلیفیں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں یہ سب انبیاء کی جماعتوں کو آتی رہی ہیں۔ اگر ہماری جماعت خداتعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط رکھے گی اور اس عہد پر قائم رہے گی جو مسیح موعود سے اس نے کیا تو یقیناً ہمیں کامیابی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا فضل کرے۔

(الفضل ۱۷ر مارچ ۱۹۲۱ء)

۱۔ بخاری کتاب مناقب الانصار